قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 11۔اپریل 2020ء | 17 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:88

فرمانِ رسول ﷺ

کون سے اعمال جنت میں لے جا سکتے ہیں

حضرت ابو ایوبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جس پر میں عمل کروں تو وہ مجھے جنت کے قریب اور آگ سے دور کر دے ۔ آپؐ نے فرمایا : ”یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے ، نماز کی پابندی کرے ، زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔“ جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ” اگر اس نے ان چیزوں کی پابندی کی جن کا اسے حکم دیا گیا ہے تو جنت میں داخل ہو گا ۔“ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے ، ”اگر اس نے اس کی پابندی کی (تو جنت میں داخل ہو گا۔)“
(صحیح مسلم حدیث نمبر:106)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ہماری تعلیم ۔ 3

حقوق العباد ادا کرنے کی تاکید

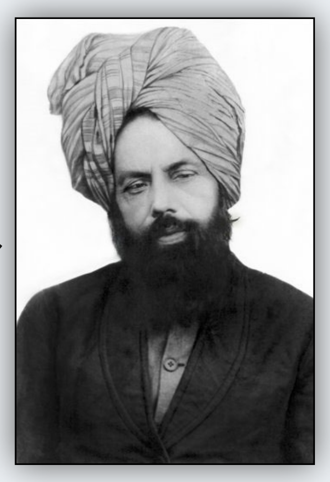

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا خائن اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کیلئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُس کے ہو جاؤ۔ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر اُن پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا اگر کوئی طاقت رکھے تو توکّل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔“
(کشتی نوح،روحانی خزائن جلد19صفحہ12-13)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ یَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ وَ الۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۹۱﴾
(النحل:91)

ترجمہ: یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباءپر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

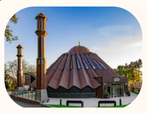

فرمان خلیفہ وقت

تبلیغ ہر احمدی کا فرض ہے

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”ہم جو احمدی کہلاتے ہیں ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس ربّ کا جو ربّ العالمین ہے، تمام جہانوں کا ربّ ہے، وہ جو کائنات کی تمام مخلوق کو پیدا کرنے والا اور ان کو نقطۂ انتہاء تک پہنچنے کی طرف لے جانے والا ہے، اس ربّ کا پیغام تمام دنیا کو پہنچا کر تمام دنیاکو اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کریں۔ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ہم ساری دنیا کو ربّ العالمین کی پہچان کروا سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ قرآن کریم کے شروع میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی طرف توجہ دلائی ہے اور آخر میں بھی ربوبیت پر قائم رہنے کی دعا سکھائی ہے تاکہ ایک مومن اس کو مالکِ کل اور معبودِ کُل سمجھتے ہوئے، اس کی طرف جھکتے ہوئے ہر شر سے اس کی پناہ میں رہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک تقریباً تمام سورتوں میں ہی مختلف مقامات پر اپنی ربوبیت کا حوالہ دے کر احکامات دیئے ہیں یا دعائیں سکھائی ہیں۔ یہ سب باتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہر احمدی سستیوں کو دور پھینکے، اپنے ربّ کے ساتھ مضبوط تعلق جوڑے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ کسی قسم کی تکلیف اور عارضی روکوں سے کسی احمدی کے قدموں میں کبھی لغزش نہ آئے۔ دیکھیں تکلیفوں کا جہاں تک ذکر ہے اس کے بارے میں بھی قرآن کریم نے اصحاب کہف کے بارے میں بتایا۔ اور قرآن کریم کے جوسپارے ہیں اگر ان کی ترتیب دیکھی جائے تو یہ سورۃ قرآن کریم کے تقریباً نصف میں آتی ہے، اس میں انہیں لوگوں کا ذکرہے جنہوں نے اپنے ربّ کی خاطر، واحد و یگانہ ربّ کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں، ظلم سہے، قتل ہوئے لیکن ہمیشہ اپنے ربّ کی پہچان کی، اس کے آگے جھکے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنے۔“
(خطبہ جمعہ مورخہ 17نومبر2006ء)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت۔اہل وعیال کے ساتھ حسن سلوک
- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عمر کے متعلق جدید تحقیق
- قرآن پڑھنے، پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کے دلکش واقعات
- حضرت میر محمد اسحٰق رضی اللہ عنہ

دربارِ خلافت

اہل وعیال کے ساتھ حسنِ سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک صحابی کو نصیحت کا ایک خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’باعث تکلیف دہی ہے کہ میں نے بعض آپ کے سچے دوستوں کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہیں سنا ہے کہ امور معاشرت میں جو بیویوں اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسی قدر آپ شدّت رکھتے ہیں۔ یعنی غیظ و غضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا۔ میں نے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ اول تو بیان کرنے والے آپ کی تمام صفات حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپ سے رکھتے ہیں۔ اور دوسری چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسّام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرہ ذرہ سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ خداتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسی قدر اطلاع کروں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جس میں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے اور حسن معاشرت کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ میں اس خط میں لکھ نہیں سکتا۔ عزیز من، انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالے کر دیا۔ اور وہ دیکھتا ہے کہ ہریک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہئے اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جس کو خداتعالیٰ نے میرے سپرد کیاہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں۔ اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے مجھے اس پر کون سی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بنا چاہئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے۔ اور ان کو دین سکھلانا چاہئے۔ اور درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرا درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صد ہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہو گی کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تب میں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کروکہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرما دیں۔ اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ سو میں امید رکھتاہوں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام‘‘۔ (الحکم جلد 9 نمبر13 مورخہ 17۔اپریل 1905ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا پر چلاتے ہوئے ان خوبصورت اعمال کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ 10نومبر 2006ء)

’’الفضل‘‘ کی ترویج و ترقی کیلئے حضرت مصلح موعودؓ کی دعا

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ’’الفضل‘‘ کے پہلے دور میں اس کی کامیابی کیلئے ان الفاظ میں دعا کی۔

’’اے اللہ! لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے بھی اسے مفید بنا۔‘‘

(الفضل 18جون 1913ء)

آج کے الیکٹرونک دور میں مورخہ 13دسمبر 2019ء کو ’’روزنامہ الفضل‘‘ لندن سے آن لائن جاری ہوا ہے۔ قارئین الفضل خود تو اس دعا کے وارث ٹھہرے ہیں۔ آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو بھی اس دعا کے وارث اور اس سے مستفیض کرنے کیلئے ان کو اخبار روزنامہ الفضل کے ذیل میں درج ویب سائٹ اور ایپس سے مطلع کریں تا یہ فیض لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع ہوتا چلا جائے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

www.alfazlonline.org

https://apps.apple.com/gb/app/alfazlonline/id1500041209Android

https://play.google.com/store/apps/details?id=org.alfazlonline.alfazlonline&hl=en

(ایڈیٹر)

تم اپنا بنا لو

گلشن میں نئے پھول کھلے ہیں جو سنبھالو
غنچے ہیں، انہیں تیز ہواؤں سے بچا لو

پھینکا ہے جنہیں بادِ مخالف نے زمیں پر
تم اپنا بنا لو انہیں مٹی سے اٹھا لو

چہرے سے غبار ان کے ذرا پونچھ کے دیکھو
مٹی میں چھپے پھول ہیں سینے سے لگا لو

جو زرد ہوئے شاخِ شجر تھام رہے ہیں
دو رنگ بہاراں انہیں رنگین بنا لو

ہر پھول امانت ہے جو گلشن میں کھِلا ہے
ہر پھول سے تم دامنِ گلزار سجا لو

ضیاء اللہ مبشر

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عمر کے متعلق جدید تحقیق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق قارئین ”اس کے مطابق درستی کر لیں“

ضروری نوٹ:۔ روزنامہ ” گلدستہ علم وادب“ لندن کی مورخہ 13جنوری2020ء کی اشاعت میں حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی سیرت و سوانح پر ایک مضمون شائع ہوا۔ جس میں جماعت احمدیہ میں شائع شدہ کتب کے مطابق حضورؓ کی عمر 74سال اور آپ کی پیدائش 1841ءدرج تھی۔ یہ مضمون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گزرا تو آپ نے جماعت کے ایک ادارہ کو تحقیق کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس ادارہ کے انچارج صاحب نے حضور کی خدمت میں ایک طویل تحقیق پیش کی۔ جس پر مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری لندن نے مکرم ایڈیٹر صاحب گلدستہ کے نام خط میں لکھا۔

”ان کی تحقیق اور دفتر وصیت کا ریکارڈ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عمر کے بارہ میں یہ کہتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عمر بوقت وفات 80برس تھی اور اس طرح منصب خلافت پر فائز ہونے کے وقت آپ کی عمر 74برس قرار پائے گی۔ اگر اس سے آپؓ کا سن پیدائش نکالا جائے تو وہ 1834ءبنے گا۔“

اس خط کے آخر میں تحریر تھا کہ
حضور انورنے فرمایا ہے کہ

”اس کے مطابق درستی کر لیں جزاکم اللہ احسن الجزاء“

چنانچہ اس ہدایت پر ”ایک ضروری تصحیح“ کے عنوان پر درج بالا الفاظ گلدستہ علم و ادب کی اشاعت 28فروری 2020ءمیں طبع کر دی گئی تھی۔

ایڈیٹر صاحب گلدستہ نے حضور انور سے درخواست کی کہ اس کی تفصیلی تحقیق اگر ادارہ کو مل جائے تو جماعت کے مصنفین ، محققین اور ادیبوں کے استفادہ اور افادہ عام کے لئے گلدستہ کی زینت بنایا جا سکتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت وہ تفصیلی تحقیق مہیا فرمانے کے احکام صادر فرمائے۔ اس دوران حضور انور کی ایک خصوصی ہدایت پر ”روزنامہ گلدستہ“، ”روزنامہ الفضل“ لندن آن لائن میں ضم ہو گیا۔ لہٰذا اس تحقیق کو افادہ عام کیلئے اخبار ہذا میں شائع کیا جا رہا ہے۔ حضور کی ہدایت کے مطابق قارئین

” اس کے مطابق درستی کر لیں۔“

(ایڈیٹر)

گلدستہ علم و ادب لندن میں حضرت خلیفۃالمسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا گیا کہ ”27 مئی 1908ء کو جبکہ آپ کی عمر 67 سال تھی خلیفہ منتخب ہوئے۔“اس بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عمر کے بارے میں مکمل تحقیق کرکے مطلع کریں کہ آپ کی پیدائش کا سن کیا تھا اور خلیفہ بننے پر نیز وفات کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟حسب ارشاد اس سلسلہ میں جو رپورٹ حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کی گئی افادہ عام کے لئے شائع کی جاتی ہے۔

اکثروبیشترکتب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش 1841ء بیان کی جاتی ہے ۔اوراس حساب سے خلیفہ بننے پرآپ کی عمر67سال اور بوقت وفات 73سال بنتی ہے۔ جبکہ آپؓ کے مزارمبارک کے کتبہ پرعمربوقت وفات 80سال لکھی ہوئی ہے ۔آپؓ کی وفات 13مارچ1914ءکوہوئی اور اگراس وقت آپ کی عمر80سال تھی تو آپ کی تاریخ پیدائش 1834ء بنتی ہے ۔ اوراگریہ تاریخ پیدائش مانی جائے تو 1908ء میں خلیفہ بننے پرآپ کی عمر74سال ہوگی ۔

اس وقت تک کی جو تحقیق اس امرکے متعلق کی گئی ہے اس کے مطابق کم وبیش ہرجگہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تاریخ پیدائش 1841ء لکھی گئی ہے ۔یا اندازے سے عمرکابیان ہے: مثلاً

- **مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدینؓ:** حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی سوانح عمری اپنی زندگی میں مکرم اکبر شاہ خان نجیب آبادی کو لکھوائی تھی جو”مرقات الیقین فی حیات نور الدینؓ“ کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ”1258ھ یا 1841ء یا سمت 98بکرمی کے قریب میرا تولد کا زمانہ ہے۔“
(مرقات الیقین فی حیات نور الدین از اکبر شاہ خان نجیب آبادی صفحہ 73 شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان ،سن اشاعت فروری 2002ء) اس کاپہلاایڈیشن 1912ء میں شائع ہوا۔
- **حیات نورؓ:** جو عبد القادر سوداگر مل صاحب کی تحریر کردہ کتاب ہے۔ اس میں آپ نے حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ کی پیدائش کے ذکر میں تحریر کیا ہے کہ ”آپ 1258ھ یا 1841ء یا 1898سم کے قریب بھیرہ ضلع شاہ پور میں پیدا ہوئے۔“ لیکن تاریخ پیدائش کے سن کے تعین میں مصنف نے نیچے حاشیہ میں درج ذیل نوٹ دیا ہے۔”1258ھ 12فروری 1842ء کو شروع ہوا اور 31جنوری 1843ء کو ختم ہوا۔ اس لئے حضور کا سن پیدائش 1841ء کی بجائے 1842ء سمجھناچاہئے“
(حیات نور مصنفہ عبد القادر سابق سوداگر مل صفحہ2 شائع کردہ نظارت نشر واشاعت قادیان سن اشاعت 2003ء)
- **تاریخ احمدیت جلد سوم :** میں مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ ”امیر المومنین خلیفۃ المسیح االاول مولانا نور الدینؓ ...... جو پنجاب کے سکھ راجہ شیر سنگھ کے عہد حکومت میں 1258ھ یا 1841 ء یا1898 سمت کے قریب بھیرہ کے محلہ (محلہ معماراں) میں تولد ہوئے۔“ (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 16)

تاہم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے تاریخ احمدیت کے حواشی ابواب میں تحریر کیا ہے کہ ”مرقاۃ الیقین کے مطابق سن عیسوی 1842 ء اور 1898 سمت کے مطابق 1841 کا سال بنتا ہے۔“
(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ50 شائع کردہ نظارت نشر واشاعت قادیان سن اشاعت 2007ء)

- **Hadhrat Maulawi Nur-ud-Din ra Khalifatul Masih I :**

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی سوانح حیات انگریزی میں تحریر فرمائی اس میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولوی نور الدینؓ کی پیدائش کا سال 1841 تحریر فرمایا ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں ۔

Hadhrat Maulawi Nur-ud-Din (ra) was born at Bhera, in the district of Shahpur, Punjab, in 1841.

(Hadhrat Maulawi Nur-ud-Din (ra) Khalifatul Masih I by Muhammad Zafrulla Khan ra page: 1 , Islam International Publications Limited 2006)

- **سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاول از رضیہ درد صاحبہ:** شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ص3 پرلکھاہے کہ ”آپ کااصل نام نورالدین تھا۔1841ء کے قریب بھیرہ کے محلہ معماراں میں پیداہوئے۔“
- **بیاض نور الدین :** مرتبہ حکیم مفتی فضل الرحمن صاحب جوکہ شاہدولہ گیٹ گجرات سے شائع ہوئی ۔اس کے صفحہ 13 پر حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی خودنوشت طبّی سوانح عمری کے عنوان سے آپؓ کی تاریخ پیدائش 1841 ء سن درج ہے ۔
- **سید حسنات احمدصاحب کی کتاب**

Hakeem Noor-ud-Deen

جوکہ پہلی بار الاسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ کے زیراہتمام 2003ء میں شائع ہوئی۔ اس کے باب 2 میں 1841ء درج ہے ۔

- Life of Ahmad:حضرت مولاناعبدالرحیم درد صاحبؓ کی تصنیف جوکہ اصل میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سوانح پر مشتمل کتاب ہے ۔ اور الاسلام انٹرنیشنل پبلیکشنز لمیٹڈ کے زیراہتمام 2008ء میں شائع ہوئی اس کے صفحہ 150کے حاشیہ میں 1841ء تاریخ پیدائش درج ہے ۔

- **اخبار بدر قادیان:** 3اگست 1911ء کے صفحہ 4 پر امیرنا نورالدین کے عنوان کے تحت 1841ء تاریخ پیدائش درج ہے۔
- **حضرت مولانا حکیم نورالدین بھیرویؓ (احوال وآثار):** پنجاب یونیورسٹی لاہور سے 1980ء میں ایم اے تاریخ کے سلسلہ میں یہ تحقیقی مقالہ لکھا گیا۔مقالہ نگار محمد ادریس صاحب ہیں۔ اس کی مکمل فوٹوکاپی ریسرچ سیل کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس میں بھی تاریخ پیدائش 1841ء درج ہے۔گوکہ مقالہ نگار نے اس ضمن میں سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کو ہی ماٰخذ بنایا ہے ۔
- **نزہۃ الخواطر:** الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام یعنی نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، اس کے مصنف مولانا سید عبدالحیٔ بن فخرالدین الحسنی ہیں۔ اس کی جلد8 خاص طورپر ہندوستان کے علماء کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ اوریہ کتاب مکتبہ دارعرفات رائے بریلی ہندوستان سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے صفحہ 534 پر نمبر شمار539 کی ذیل میں الحکیم نورالدین بھیروی کے عنوان کے تحت آپ کی تاریخ پیدائش 1258ھ دی گئی ہے۔(جو1842یا1843ء بنتی ہے)
- **چودھویں صدی کے علمائے برصغیر:** یہ مذکورہ بالا کتاب نزہۃ الخواطر جلد8 کا ہی اردو ترجمہ ہے ۔جو انوارالحق قاسمی صاحب نے کیا ہے اور دارالاشاعت کراچی پاکستان سے 2004ء میں شائع ہوئی ہے ۔اس میں 1258ھ تاریخ پیدائش درج ہے ۔
- **تذکرۂ علمائے ہندوستان:** برصغیر میں اٹھارہویں اورانیسویں صدی کے ایک ہزار مشاہیر علماء مشائخ اور ادباء کا 125برس قدیم اور مستند قلمی تذکرہ ،سید محمد حسین بدایونی کی تصنیف اور ڈاکٹر خوشتر نورانی کی تحقیق وتدوین ،دارالنعمان پبلشرز نے شائع کی ہے ۔اس کے صفحہ 394پر 649نمبر شمار کے تحت مولانا نورالدین قادیانی کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ذکر کرتے ہوئے 1841ء تاریخ پیدائش درج ہے ۔

اب کچھ ان ماٰخذ کا ذکر کیا جاتاہے جہاں سن پیدائش تو مذکور نہیں ہے البتہ آپؓ کی عمر کا ذکر ہے ۔ان میں سب سے پہلے

- **کتاب البریہ:** روحانی خزائن جلد13 میں موجود اس کتاب میں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کی گویاپوری مثل کو درج فرمایاہے ۔ اور عدالتی کارروائی ہونے کے اعتبار سے یہ ایک سرکاری دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مقدمہ میں 13 اگست 1897ء کو آپؓ کا ایک بیان ریکارڈ کیا گیا۔ جوکہ اس کتاب کے ص242 پر موجود ہے ۔ اس کے شروع میں لکھاہواہے کہ ’’بیان مولوی نورالدین گواہ استغاثہ باقرار صالح......ولد غلام رسول ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور قوم قریشی عمر50سال...
- **ردّ قادیانیت اور سُنّی صحافت:** اس کتاب کے مصنف محمد ثاقب رضا قادری ہیں۔اس کتاب کی جلداول جس کا ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت پاکستان ہے ۔ 2014ء میں شائع ہوئی۔ اوریہ جلد ہفت روزہ سراج الاخبار جہلم 1885ء تا1917ء کی فائلز میں موجود قادیانیت کے محاسبہ پر شائع شدہ مضامین شامل اشاعت کئے گئے ہیں۔ اس جلد میں مقدمہ کرم دین جہلمی کی وہ روداد بھی ہے جوکہ سراج الاخبار میں انہیں دنوں شائع ہوتی رہی ۔اس کتاب کے صفحہ 510 پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا بیان ہے جس میں حضورؓ نے عدالت میں اپنی عمر 65سال بیان فرمائی ہے ۔ واضح رہے کہ یہ بیان ستمبر 1904ء میں ہوا تھا۔
- **خطبات نورؓ:** مجموعہ خطبات حضرت حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ ،اس کے صفحہ 415 پر ایک خطبہ عیدالفطر 15 اکتوبر 1909ء کا ہے ۔ اور بدر جلد8 نمبر 52، کے 21 اکتوبر 1909ء صفحہ 9تا12 پر شائع ہواہے۔ اس میں حضورؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’میں جوکچھ کہتاہوں صاف صاف کہتاہوں۔میں منافق نہیں ۔جو کچھ میری عمرہے وہ آجکل کی عمروں کے مطابق انتہائی زمانہ ہے۔ستر برس سے تجاوز ہے۔‘‘
- **اخبار بدر قادیان:** 4 اگست 1910ء کے بدر (نمبر40 جلد9 ص 7کالم 2) میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک خط کسی شیعہ دوست کے نام شائع ہواہے ۔ اس میں حضورؓ لکھتے ہیں کہ ’’ہم کو تحقیق ہمیشہ مدنظرہے اور اب میری عمر ستر70 سے متجاوز ہے۔‘‘
- **ارشادات نور:** جلد دوم شائع کردہ نظارت اشاعت پاکستان ، ص222 پر بھی اسی خط کاحوالہ دیتے ہوئے یہ لکھاہواہے کہ اوراب میری عمر ستر70سے متجاوزہے۔
- **حقائق الفرقان جلد3:** اس کے صفحہ 58 پر سورۃ مریم کی تفسیر میں فرمایا: ’’وَھَنَ الۡعَظۡمُ۔لکھاہے کہ ستر سے کچھ زیادہ عمر ہوگئی تھی ۔بس میری عمر کے برابر ہوں گے ۔‘‘

ضمیمہ اخبار بدر قادیان 30اپریل /5مئی 1910ء

- **ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ:** اس کے ریکارڈ میں جو کوائف درج ہیں ان کے مطابق حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ ولد حضرت حافظ غلام رسول صاحب، قوم قریشی فاروقی،سکونت قادیان عمر80سال، تاریخ وفات 13مارچ 1914ء 15ربیع الثانی، 1332ھ، تاریخ تدفین 14 مارچ 1914ء 16ربیع الثانی 1332ہجری، وصیت نمبر109
- **عبارت کتبہ مزار مبارک:** بہشتی مقبرہ قادیان میں مزار مبارک (قطعہ نمبر2 حصہ نمبر1 مقبرہ نمبر8)کے کتبہ پر جو عبارت درج ہے اس کے مطابق: ’’چھ 6سال خلافت کرکے بعمر 80سال بروز جمعۃ المبارک مورخہ 15ربیع الثانی 1332ھ مطابق 13مارچ 1914ء از دار فانی بعالم جاودانی رحلت فرمود۔‘‘ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مذکورہ بالا یہ 21 ایسے مقامات ہیں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عمر کا تذکرہ موجود ہے ۔ان میں سے 13جگہ پر سن پیدائش درج ہے اور 8جگہ پر اس طرح ذکر ہے کہ آپؓ کی عمر کے بارہ میں اندازہ لگایا جاسکتاہے۔ جہاں سن پیدائش کا ذکر ہے اس حساب سے آپؓ کی عمر بوقت انتخاب خلافت 67 سال اور بوقت وفات 73 سال بنتی ہے ۔ اور جہاں عمروں کا اندازہ ہے وہاں زیادہ سے زیادہ آپؓ کی عمر بوقت خلافت 74سال اور بوقت وفات 80سال بنتی ہے

اور خاکسار کے نزدیک یہ زیادہ درست ہے ۔

تفصیلی تجزیہ کیاجائے تو صورت حال یہ سامنے آتی ہے ۔

اگر دیکھاجائے تو تاریخ پیدائش کا سن سب سے پہلی مرتبہ ’’مرقاۃ الیقین‘‘ میں شائع ہوا۔ یایوں بھی کہاجاسکتاہے کہ ’’مرقاۃ الیقین‘‘ کے ریفرینس سے شائع ہوا۔ کیونکہ یہ سن ابتداء ’’مرقاۃ الیقین‘‘کے حوالہ سے ہی ہمیں ملتاہے ۔ البتہ مرقاۃ کا کچھ حصہ پہلے الحکم اخبار میں بھی شائع ہوچکا تھا۔اس لئے یہ کہا جاسکتاہے کہ سب سے پہلی بار یہ سن پیدائش الحکم میں شائع ہوالیکن دراصل وہ مرقاۃ کے مسودے کی ہی اشاعت تھی اور جلدبعد ہی ’’مرقاۃ الیقین‘‘ کتابی صورت میں شائع ہوگئی۔اوریوں سب سے پہلاماٰخذ مرقاۃ ہی ہے ۔اس کے علاوہ باقی جس نے بھی تاریخ پیدائش کا سن بتایاہے وہ دراصل اسی کی نقل ہے ۔الگ سے اپنی تحقیق کا کسی نے نہ حوالہ دیا نہ کوئی تفصیل بیان کی ۔

دوسرا سوال یہ پیداہوتاہے کہ کیا ’’مرقاۃ الیقین‘‘ حرف بحرف حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی لکھوائی ہوئی ہے یا زبانی بیان فرمائی ہوئی ہے۔؟ہرچندکہ ایک عمومی تاثر یہ پایاجاتاہے کہ حضورؓ نے یہ کتاب لکھوائی ہوگی ۔جیساکہ کتاب کے دیباچہ میں مصنف لکھتے ہیں کہ ’’میں پنسل کاغذ لے کر حاضر ہوتا،آپ کام کرتے کرتے مجھ کو منتظر بیٹھا ہوا دیکھ کرفرماتے۔ اچھاتم بھی کچھ لکھ لو۔آپ فرماتے جاتے اور میں لکھتاجاتا۔باوجود اس کے کہ میں محض خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے اکثر لیکچراروں کے لیکچر بآسانی حرف بحرف لکھ سکتاہوں،بڑی مستعدی اورپوری ہمت کوکام میں لاکر آپ کے تمام الفاظ قلمبند کرسکاہوں۔اس سے ہر شخص سمجھ سکتاہے کہ آپ کس روانی اور طلاقت کے ساتھ تقریر فرماتے ہوں گے ۔لیکن جب اپنی جائے قیام پر آکر اس پنسل کے شکستہ لکھے ہوئے کو صاف کرتاتومجھ کو یادنہیں کہ عبارت کوچست اوردرست بنانے کے لئے کہیں کسی فقرہ میں کوئی تغیر وتبدّل کرناپڑاہو۔بس آپ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک حرف اپنی اصلی حالت میں لکھ دیاہے۔‘‘(ص27)لیکن خاکسار اس بارہ میں ذرا محتاط رائے رکھتاہے۔ خاکسار کے نزدیک حضورؓ اپنے سوانح زبانی بیان فرماتے ہوں گے اور اکبرخان صاحب جواس کے بعدمیں مصنف بنے یہ قلم برداشتہ لکھتے جاتے ہوں گے ۔ لیکن یہ تصورکہ ’’مرقاۃ الیقین‘‘ حضورؓ نے حرف بحرف اورلفظ بہ لفظ لکھوائی تھی وہ درست نہیں ہے ۔ اوراگریہ لفظ بہ لفظ لکھوائی مان بھی لی جائے اور یہ بھی تصور کر لیا جائے کہ تاریخ پیدائش کا سن حضورؓ نے خودہی لکھوایاتھا تویہ کہناپڑے گا یہ تواریخ تخمیناً اور اندازاً تھیں۔جیساکہ سن ہجری اور سن عیسوی کا باہم فرق بھی ظاہر کرتاہے۔

اور ’’مرقاۃ الیقین‘‘ میں جوسن پیدائش درج ہے اس میں ساتھ ہی ایک فقرہ ہے جس پرکسی مؤرخ اورمصنف کا شایددھیان نہیں گیا اوروہ یہ کہ حضورؓ فرماتے ہیں کہ ’’1258ھ یا 1841ء یا سمت 98بکرمی کے قریب میرا تولد کا زمانہ ہے۔‘‘ یعنی حضورؓ خود اس سن کو حتمی اوریقینی قرار نہیں دے رہے بلکہ اس کے قریب قرار دے رہے ہیں۔

اس تمہید کے بعد خاکسار عرض کرتاہے کہ حضورؓ کی تاریخ پیدائش کا سن ایسا حتمی سن پیدائش قرار نہیں دیاجاسکتا کہ گویا کوئی دستاویزی ثبوت مصنف کے پاس تھا کہ جس میں حضورؓ کی تاریخ پیدائش کا سن لکھاہواتھا۔بلکہ یہ ایک تخمینہ ہوسکتاہے اور خاکسار کے نزدیک بہت حدتک ممکن ہے کہ حضورؓ نے جواندازاً عمربتائی اس کا سن پیدائش مصنف نے بعدمیں سنین کی صورت میں تبدیل کرکے کتاب میں لکھ دیاہو۔یاحضورؓ نے ہی اندازاً لکھوایاہو۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ سن عیسوی کے ساتھ سن ہجری بھی درج ہے ۔اورسن ہجری کواگرعیسوی میں تبدیل کیاجائے تووہ سن عیسوی کے مطابق نہیں بنتابلکہ ایک یادوسال کا فرق

ڈال دیتا ہے۔تقویم سن عیسوی و ہجری کی کتب میں جب 1258 ہجری کا سال دیکھا جائے تو 1258 ہجری کا سال فروری 1842 سے شروع ہوتا ہے اور جنوری 1843 میں ختم ہوتا ہے۔

(التوفیقات الالھامیہ فی مقارنۃ التواریخ الھجریۃ بالسنین الافرنکیۃ وا لقبطیۃ از اللواء محمد مختار باشا صفحہ 1300، المؤسسۃ العربیۃ اللدراسات والنشر ، الطبعۃ الاولی 1980ء)
(تقویم عمری از معراج الدین عمر صاحب صفحہ 122-123)
(تقویم ہجری و عیسوی مرتبہ ابو النصر محمد خالدی ایم اے، صفحہ 63۔انجمن ترقی اردو کراچی پاکستان، طبع پنجم 2013)

اب اگرواقعی کوئی دستاویزی ثبوت ہوتایعنی کسی سند یا سرٹیفیکیٹ یاسرکاری کاغذات پرتاریخ پیدائش سنین میں لکھی ہوتی تو سن عیسوی اور سن ہجری کا یہ فرق نہ ہوتا۔کیونکہ سن عیسوی 1841ءکے مطابق سن ہجری 1258ھ نہیں ہوسکتا، کیونکہ 1258ھ فروری 1842ء سے شروع ہوتاہے اور جنوری 1843ء میں ختم ہوتاہے ۔ یوں سن ہجری کے پیش نظر آپؓ کی تاریخ پیدائش فروری 1942ء سے جنوری 1943ء بنے گی۔بہرحال یہ دونوں سن آپس میں مطابقت نہیں رکھتے ۔

● دوسری دلیل کہ یہ سن عیسوی حتمی نہیں ہوسکتا وہ قرائن ہیں کہ انہیں دنوں میں جب یہ مرقاۃ لکھوائی جارہی تھی۔ (واضح رہے کہ مرقاۃ کاپہلاایڈیشن 1912ء میں شائع ہوا ہے اور 1907ء کے الحکم میں کچھ ابتدائی اقساط ”حضرت حکیم الامت کی اجمالی خودنوشت سوانح عمری“ کے عنوان سے شائع ہوتی رہیں۔)تو انہیں دنوں حضورؓ جب اپنی عمر بتاتے ہیں تو وہ اس سن عیسوی سے مطابقت نہیں رکھتی ۔ مثلاً 1909ءمیں آپؓ اپنی عمربتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ستر70برس سے متجاوزہے۔ جبکہ اگرسن 1841ء کو دیکھا جائے توآپ کی عمر68برس بنتی ہے۔ اب 68کو 70برس کے قریب توکہاجاسکتاہے۔ستر70سے متجاوز نہیں۔ 70سے متجاوزتبھی کہا جاسکتاہے کہ جب 70برس سے عمر اوپر گزرچکی ہو۔خواہ تین چاربرس ہی کیوں نہ ہوں۔اب اگر حضورؓ کواپنی تاریخ پیدائش کامعین سن یادتھا۔توسن کے حساب سے عمربتائی جاسکتی تھی۔جبکہ آپ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی بار بیان فرمارہے ہیں ۔اور ایک بارخط میں آپ لکھ رہے ہیں کہ میری عمرستربرس سے متجاوزہے ۔آپؓ کااپنی عمرکواس اندازمیں بیان کرنا یہ بتاتاہے کہ حضورؓ کی تاریخ پیدائش کاسن کوئی معین سن نہ تھا۔

اوراس کی مزیدتائیدعدالت میں دیئے جانے والے ان دوبیانوں سے بھی ہوتی ہے جوآپ نے ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ اور کرم دین کے مقدمہ میں دیاتھا۔کلارک کامقدمہ 1897ء میں ہوا۔ اور13 اگست 1897ءمیں آپ نے اپنے بیان میں عمر 50سال بتائی۔جبکہ اگرسن آپ کویادتھاتومعین عمر56 سال بنتی ہے وہ لکھوانی چاہئے تھی ۔ پھرکرم دین کے مقدمہ میں ستمبر 1904ءمیں آپ کابیان ہوااس میں عمر65سال بتائی۔ حالانکہ چندسال پہلے 1897ءمیں پچاس سال بتاچکے تھے تو گیارہ سال بعد عمرمیں 15سال کااضافہ ہوگیا۔ یہ امورمزیدتائیدہیں اس بات کی حضورؓ کے سامنے اپنی تاریخ پیدائش کے حوالہ سے کوئی معین سن نہیں تھا۔موٹے اندازے تھے جواس زمانہ بطورخاص کئے جایاکرتے تھے اورعمروں کاحساب اسی طریق سے چلتاتھا۔

دوسری طرف جب آپؓ کی وفات ہوتی ہے تو وفات رجسٹرپراورکتبہ پرجوعمرلکھی جاتی ہے وہ 80سال ہے ۔ اب جب سن پیدائش شائع بھی ہوچکاتھا،”مرقاۃ الیقین“ بھی شائع ہوچکی تھی توکیوں اس کے حساب سے عمرنہیں لکھی گئی جوکہ 73برس بنتی تھی۔ بلکہ وہاں 80سال لکھی گئی ۔ اور وفات کے موقع پربالعموم کوئی قریبی جاننے والا عمرلکھواتاہے یادفتری طورپر بہت جانچ پڑتال کے بعد عمرلکھی جاتی ہے اور یہاں تو فوت ہونے والا کوئی عام فرد بھی نہیں تھا۔ایک معروف ہستی تھی اور سب سے بڑھ کرخلیفۃ المسیح جیسی بزرگ شخصیت تھی ۔تواس پہلو سے اس وقت احتیاط اور حساب کتاب کے تمام پہلومدنظررکھ کرہی یہ عمرلکھی گئی ہوگی ۔

مذکورہ بالا ساری بحث کاخلاصہ یہ ہے کہ خاکسارکے نزدیک کوئی عمربھی حتمی بیان نہیں ہوئی ۔ سب اندازے ہیں جیساکہ اس زمانے کادستورتھا۔البتہ مرقاۃ الیقین میں جوسن پیدائش مذکورہے وہ براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طرف منسوب ہے اور حضورؓ کی زندگی میں شائع ہواتھا۔لیکن وہ بھی معین سن کے ساتھ نہیں بلکہ 1841ء کے قریب کے کسی سن کی طرف اشارہ ہے ۔ لیکن دوسری طرف بہشتی مقبرہ کاریکارڈ ہے جس میں عمر80سال کابیان ہے ۔جواس سے پہلے ابھی تک لٹریچرمیں بیان شدہ نہیں ملا۔اورجوبوقت وفات عین ممکن ہے کہ حضورؓ کی اولاد نے بیان کی ہو یا کسی بہت قریبی نے کسی زیادہ ٹھوس شہادت کی بناء پر لکھوائی ہواور جسے مرقاۃ الیقین کی موجودگی میں درست تسلیم کرکے لکھاگیاہو۔ پھرحضرت مصلح موعودؓ جیسی شخصیت جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے محبت وعقیدت بھی تھی وہ بیسیوں مرتبہ کیاہزاروں باربہشتی مقبرہ جاتے ہوں گے، مزارپردعاکے لئے رکتے بھی ہوں گے۔ حضرت مرزا بشیراحمدصاحبؓ جیسے عالم و محقق بھی موجود تھے۔ جوالفضل تک میں معمولی سی غلطی پرفوری تصحیح وتردیدشائع کروادیاکرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اولاد بھی موجودتھی۔ اورتواورخودمرقاۃ کامصنف بھی وہیں کہیں تھا۔یہ سب کہہ سکتے تھے کہ الحکم اور مرقاۃ میں توسن پیدائش 1841ء لکھاہواہے اور آپ کی عمر صرف 73برس بنتی ہے۔مزار پر 80سال کیوں لکھی ہے ۔ ؟

خاکسارکی ادنٰی رائے میں توزیادہ قرین قیاس ہے کہ دفتربہشتی مقبرہ کے ریکارڈ کومستند تسلیم کرتے ہوئے ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عمربوقت وفات 80برس کوہی تسلیم کریں اوراس طرح خلافت کے وقت آپ کی عمر 74برس قراردی جائے گی۔اور اگرسن پیدائش اس سے نکالاجائے تو 1834ء بنے گا۔ اور اگر مرقاۃ کی تاریخ کو درست تسلیم کیاجائے جس کے شواہد اوپربیان ہوچکے ہیں تو پھرکتبہ کی عبارت میں عمرکی تصحیح ہوجانا مناسب امرمعلوم ہوتاہے۔تاکہ آئندہ آنے والے محقق اورمؤرخ ومصنف کےلئے سہولت ہوجائے۔

واللہ اعلم بالصواب

بقیہ از صفحہ 8 ۔ حضرت میر اسحٰقؓ

بھرپور حصہ لیا، آپ لکھتے ہیں:

”جس وقت میں نے خدا کا نام لے کر یہ مہم شروع کی تھی اس وقت ریویو آف ریلیجنز اردو کے صرف دو سو خریدار تھے مگر دوسری قسط جو الفضل میں شائع ہوئی آٹھ سو پینتالیس خریداروں پر مشتمل تھی، پھر تیسری قسط میں کل خریداروں کی میزان آٹھ سو اکاسی تک پہنچی تھی۔ میں چوتھی قسط شائع کرتا ہوں اس وقت تک کل خریداروں کی میزان نو سو بیالیس تک پہنچ چکی ہے، الحمد للہ فالحمد للہ۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے پورا ہونے میں نو ہزار اٹھاون خریداروں کی کمی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس چوتھی قسط کو ملاحظہ کرتے ہوئے احباب فوری توجہ فرمائیں گے اور اپنے آقا اور مطاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو پورا کر کے آپ کے خاص ناصر اور مددگاروں میں شامل ہونے کا فخر حاصل کریں گے۔ اے اللہ میری آواز صدا بہ صحر ثابت نہ ہو بلکہ مخلصوں اور مومنوں کے دلوں میں اثر کرنے والی آواز ہو.....آمین ثم آمین۔“ (الفضل 16 نومبر 1939ء)

دسمبر 1938ء میں آپ شدید بیمار ہوگئے اور قریباً دو ہفتے اسی شدید علالت میں گزارے، بالآخر اللہ تعالیٰ نےشفاء کاملہ سے نوازا تو آپ نے اخبار الفضل کے ذریعہ دعا اور تیمارداری کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آخر پر یہ دعا کی:

”اے میرے قادر مطلق خدا! اب جبکہ تونے مجھے ایک دفعہ اور موت کے مونہہ نکالا ہے تجھ سے بصد منت عرض کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں تو مجھے توفیق عطا فرما کہ تیری عبادت کے علاوہ باقی تمام اوقات تیری مخلوق کی خدمت میں گزاروں اور میرا کوئی وقت بے کار نہ گزرے، آمین یا رب العالمین۔“ (الفضل 18دسمبر 1938ء)

آپ کی شادی حضرت صالحہ بیگمؓ بنت حضرت پیر منظور محمد رضی اللہ عنہ موجد قاعدہ یسرنا القرآن کے ساتھ ہوئی۔ دینی خدمات اور ہمدردی مخلوق کے علاوہ گھر میں بھی ایک مثالی زندگی گزاری اور فرمان رسولؐ ”خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لاَھْلِه“ کا شاندار نمونہ پیش کیا جس کا کچھ حال آپ کی ڈائری مطبوعہ الفضل یکم فروری 2010ء سے ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ آپ آسمان احمدیت کے ایک درخشندہ ستارے تھے۔ 17مارچ 1944ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرم عبدالرشید بھٹی تحریر کرتے ہیں۔

روزنامہ الفضل لندن آن لائن یکم اپریل 2020ء میری نظر سے گُزرا جس میں نادر مضامین شامل ہیں ۔

جس میں نماز کا قیام، خدا تعالیٰ واحد لا شریک، یکم اپریل کے بارہ میں آگاہی اور یو کے میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے واقفین کی تربیتی کلاس اور جدید ایجادات کے اولاد پر بداثرات اور بھی کئی نادر تحریرات بھی شامل ہیں۔

یہ ہمارے لئے کافی پُر اثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔آمین

محترم ایڈیٹر صاحب ہمارےاطفال اور خدام کو آج کے اس دور میں تربیت کی بہت بہت ضرورت ہے جن سے آگے قومیں بنیں گی اور ہمارے ہاں اس میں کافی کمی ہے اس طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے حضور کو صحت دے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

(ادارہ اس پر کام کر رہا ہے۔قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس حوالہ سے مضامین بھجوائیں۔جزاکم اللہ۔ایڈیٹر)

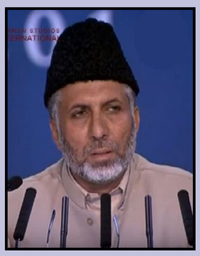

عبدالسمیع خان۔غانا

جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن ۔ صادقانہ محبت کے عاشقانہ نظارے

قرآن پڑھنے، پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کی سچی لگن کے دلکش واقعات

قسط2۔آخر

(نوٹ:تسلسل کیلئے قسط اوّل مؤرخہ 9۔اپریل کے شمارے میں ملاحظہ کیجئے)

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش کے متعلق مکرم محمد الیاس منیر مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

مرحوم کو قرآن کریم سے غیر معمولی محبت اور عشق تھا۔ یوں تو اس کا اظہار مختلف انداز سے ہوتا رہتا، کبھی آپ قرآن کریم کے نسخے کے اوپر دھری کوئی کتاب حتیٰ کہ کاغذ پنسل بھی دیکھتے تو فوراً اسے ہٹا دیتے کہ قرآن کریم کو ظاہری طور پر بھی سب سے اوپر ہونا چاہئے اور اس کے اوپر کوئی اور چیز نہیں ہونی چاہئے۔ ایک مرتبہ قرآن کریم طبع ہو کر آیا اور جب آپ کی نظر بڑے پیکٹ پر پڑی تو بھاگ کر اس میں سے ایک نسخہ نکالا اور اسے بے اختیار ہو کر چومنے لگے۔ اس ضمن میں سب سے بڑھ کر آپ کا علم قرآن آپ کے عشق قرآن کا مظہر تھا۔ آپ نے قرآن کریم کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا تھا اور ہمیشہ اسے مطالعہ میں رکھتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو قرآنی مضامین پر ایسا مضبوط عبور حاصل تھا جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ معروف حوالے تو مرحوم کی نوک زبان پر ہوتے ہی تھے مگر دیگر مضامین بھی بڑی وضاحت کے ساتھ آپ کو مستحضر رہتے۔ اپنی کتب کی تصنیف کے دوران کتاب کے متن میں قرآنی مضامین کو نگینوں کی طرح جڑتے چلے جاتے تھے۔ عربی نہ جاننے کی وجہ سے آیات کی تلاش کے لئے بعض اوقات خاکسار سے مدد لیتے، اس طرح سے مجھے گھنٹوں ان کے پاس بیٹھ کر اس سلسلہ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ مطلوبہ مضمون مجھے بتاتے اور اس کا حوالہ پوچھتے۔ بہت مرتبہ ملتے جلتے مضامین والی آیات سامنے آتیں تو اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک عین وہ آیت نہ مل جاتی جس کا مضمون ان کے ذہن میں ہوتا۔ اس سے ان کی اس باریک نگاہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو قرآنی مضامین پر تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق مختلف علاقوں میں ہال لے کر قرآن کریم کی نمائشوں کا اہتمام کیا گیا تو خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ اس کے لئے آپ نے اپنی ذاتی لائبریری سے قرآن کریم کے بہت سے نادر نسخے مہیا کئے اور بعض بہت قدیم نسخے خریدنے کے لئے تلاش کرکے دیئے۔ان میں سے ایک نسخہ جب نمائش میں پہلی مرتبہ دیکھا تو اسے ہاتھ میں لے کر دیکھتے ہوئے آپ کی ایسی کیفیت تھی جیسے کسی بیقرار کو ایک دم قرار آجائے ادرک کا استعمال بھی آپ کو اسی لئے بہت اچھا لگتا تھا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر آیا ہے۔ آپ کی جیب میں ہر وقت ادرک کی مصنوعات میں سے کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا۔ کھانے کے ساتھ بھی ادرک کا مشروب آپ کو بہت مرغوب تھا۔ (الفضل 19 فروری 2011ء)

حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین

حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین احمدی ہونے سے قبل آغاخانی خیالات کے زیر اثر آپ سمجھتے تھے کہ قرآن عربوں کے لئے تھا ہمیں اس کی ضرورت نہیں اس لئے قرآن مجید پڑھنا بھی چھوڑ چکے تھے مگر اسلامی اصول کی فلاسفی کے پڑھنے سے آپ کے اندر زبردست تبدیلی رونما ہو گئی اور نہایت ولولہ اور شوق سے مطالعہ قرآن میں منہمک ہو گئے اور بالآخر احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔

آپ کے پوتے ڈاکٹر حافظ صالح محمد الٰہ دین فرماتے ہیں کہ ”بعد نماز فجر آپ ہم سے ترجمہ قرآن سنتے تھے۔ میں نے جب حفظ قرآن مجید مکمل کرلیا تو جس محبت و شفقت سے آپ نے اس عاجز سے معانقہ کیا اور پیار کیا وہ بیان سے باہر ہے اور اس خوشی میں آپ نے مجھے سو روپیہ بطور تحفہ عطا کیا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 21 ص388)

محترم صالح محمد الٰہ دین قادیان

مکرم سلطان محمد الٰہ دین اپنے والد محترم کے متعلق لکھتے ہیں۔

ابو کو قرآن مجید سے بے پناہ عشق و لگاؤ تھا۔ بچپن میں ان کے والد محترم سیٹھ علی محمد الٰہ دین ابو کو ایک باغ میں لے گئے اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ ابو قرآن مجید حفظ کریں۔ نیز ابو کے نانا مرحوم جی۔ ایم۔ ابراہیم نے ابو کی پیدائش سے قبل دعا کی تھی کہ بیٹا حافظ قرآن بنے۔ اپنے والد کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ابو ہر روز اپنے گھر کے Basement میں جا کر قرآن کریم حفظ کرتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس بارہ سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں حافظ قرآن بنا دیا۔ ابو کی تربیت میں گھر والوں کے علاوہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ کا اہم کردار تھا۔ حضرت عرفانی درس قرآن دیا کرتے تھے اور ابو ان کے خاص شاگرد تھے۔ نیز حضرت عرفانی اکثر فرمایا کرتے تھے کے میں درس صالح محمد کے لئے دیتا ہوں۔ حضرت عرفانی درس کے دوران کوئی مشکل سوال کرتے اور ابوجب جواب دیتے تو حضرت عرفانی فرماتے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کے دل میں ڈالا ہے اپنی زندگی میں ہی حضرت عرفانی نے ابو کو درس دینے کی تربیت کی اور فرمایا کہ ان کی خواہش ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین تیار کرکے دیکھ لیں۔ حضرت عرفانی کی وفات کے بعد ابو نے سکندر آباد میں التزام کے ساتھ درس قرآن کا اہتمام کیا۔ جہاں تک ممکن ہوا خاکسار نے ابو کے سکندر آباد سے ہجرت کے بعد اس کا التزام رکھا۔

ابو قرآن مجید کو کثرت سے پڑھتے بہت غوروفکر کرتے عمل کرتے اور ہمیں بھی توجہ دلاتے۔ وہ اکثر کہتے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور سائنس اللہ تعالیٰ کا فعل۔ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہوسکتا جب بھی کسی قرآنی آیت کے معارف انہیں سمجھ میں آتے وہ خلیفہ وقت کو لکھتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بہت سے ایسے خوشنودی کے خط ہیں۔ ابوقرآن مجید پر غور کرکے Scientific Research کرتے۔ نیز قرآن مجید کے تمام احکامات کے اوپر غوروفکر کرتے اور توجہ دلاتے۔

(الفضل 4 جون 2011ء)

محترم حافظ عبدالکریم

راقم الحروف کے دادا محترم حافظ عبدالکریم خان اپنے علاقے میں قرآن کریم پڑھانے میں خاص امتیاز رکھتے تھے اپنے خاندان کے تمام افراد کو بیسیوں احمدی بچوں اور بچیوں کے علاوہ سینکڑوں غیرازجماعت افراد کو بھی قرآن سکھایا۔ جس کی وجہ سے مخالفت کے باوجود نہایت احترام سے دیکھے جاتے تھے۔

آپ نے یتیمی کی حالت میں قرآن کریم حفظ کیا اور پھر 50 سال تک خوشاب اور ربوہ میں قرآن کریم تراویح میں سنایا۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ

محترمہ امۃ الکافی لکھتی ہیں۔

علی الصبح اکثر ناشتہ شروع ہی کیا ہوتا کہ لڑکیوں اور خواتین کا ترجمۃ القرآن سیکھنے کے لئے جمع ہونے کا آغاز ہو جاتا۔ دو اڑھائی گھنٹے یہ سلسلہ جاری رہتا اور یہ نہیں کہ آپ جب چاہیں آئیں یا جو دل کرے پڑھ لیں۔ بلکہ باقاعدہ ریکارڈ بک بناتی تھیں۔ سکول کالجز کی لڑکیاں پہلے آکر پڑھتیں اور گھریلو خواتین کو ذرا بعد کا ٹائم ملا کرتا۔ حاضری لگتی۔ سپارے کے ساتھ رکوع لکھا جاتا اور یہ سب کچھ اس قدر خاموشی سے اور جلدی سے ہو جاتا کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلتا اور وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ میری بیٹی ازحد خاموش طبع تھی۔ شروع میں پیاری خالہ سے پڑھنے جاتی تو آہستہ آہستہ اور رک رک کر پڑھتی۔ ایک دو دفعہ دبے لفظوں میں مجھے یہ سب بتایا لیکن بعد میں وہ خوب رواں ہو گئی تو بہت خوش ہوئیں اور جب اس نے ترجمہ ختم کرلیا تو اکثر خوش ہو کر بتاتیں کہ خاندان میں سب سے کم وقت میں بچی نے ہی ترجمہ پڑھا ہے۔

حضور ایدہ اللہ کی ہجرت کے بعد سے MTA پر براہ راست ماہ رمضان میں قرآن مجید کا درس آنے کے درمیانی سالوں میں تقریباً باقاعدگی سے اپنے گھر میں خاندان کی خواتین کو درس قرآن دیا کرتی تھیں۔ پہلے سے اس کی باقاعدہ ہر صبح تیاری کرتیں اور بعد نماز عصر یہ درس ہم لوگ سنتے۔ (مصباح ستمبر 2000ء ص32)

حضرت چھوٹی آپا

محترمہ چھوٹی آپا صاحبہ کے متعلق محترم سید میر محمود احمد فرماتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کو قرآن مجید سے عشق تھا یہ عشق حضرت چھوٹی آپا کو بھی ملا۔ خود تو قرآن پڑھتی تھیں نوٹس لیتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ترجمہ کلاس اور درس القرآن MTA پر باقاعدہ اور بڑے اہتمام سے سنتیں اور قرآن شریف ہاتھ میں ہوتا۔ قرآن مجید جس کو استعمال کرتی تھیں۔ چند دن قبل میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ 100-100 صفحات دودو سو صفحات کے فاصلہ سے آیات پر Cross ریفرنس ہے۔ بتاتی تھیں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو پڑھانے کے لئے قرآن شریف کے ایک درس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ بعض واقفین نے بھی اس درس میں شامل ہونے کی خواہش کی۔ چنانچہ حضور نے اوپر کمرہ میں یہ درس جاری کر دیا اور واقفین مسجد مبارک کی چھت پر بیٹھتے اور درس میں شامل ہوتے۔ یہاں ربوہ میں چھوٹی آپا صبح بہت سویرے لڑکیوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیتی تھیں۔ بیچ میں اٹھ کر ایک پیالی چائے پیتی تھیں یہ لڑکیاں مختلف محلوں سے آتی تھیں اوریہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ جو لڑکی ترجمہ آپ سے پڑھ لیتی اس کی شادی (غیرمتوقع طور پر) ہو جاتی۔ آج ہی ایک دوست جو شاید بہاولنگر سے جنازہ میں شرکت کے لئے آئے تھے بتا رہے تھے کہ میری بیٹی نے ابھی 22 سیپارے چھوٹی آپا سے ترجمہ مکمل نہیں کئے تھے کہ اس کی شادی ہوگئی۔ (ان کی شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے)

حضور کے رمضان میں MTA کے درس شروع کرنے سے پہلے رمضان میں گھر پر ہر سال خاندان میں قرآن مجید کا درس دیتی رہیں۔ جب حضور کا درس MTA پر آنے لگا تو خود درس دینا بند کر دیا۔

(الفضل 22 نومبر 1999ء)

محترمہ سرور جہاں

حضرت مولانا عبدالمالک خان کی اہلیہ محلہ میں بچوں کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے پر بہت زور دیتیں اور ہر سال ایک تقریب آمین کرواتیں۔ اس میں ان بچوں کی حوصلہ افزائی کرتیں جنہوں نے قرآن کریم ختم کیا ہوتا۔ بچوں کی مائیں اور دوسری عورتیں بھی شامل ہوتیں۔ سب میں مٹھائی تقسیم کرتیں۔ (الفضل 9 مارچ 2011ء)

محترمہ غلام سکینہ

مکرم ناصر احمد ظفر بلوچ لکھتے ہیں۔

ہمارے دادا جان حضرت حافظ فتح محمد صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو اپنی معصوم پوتی بی بی غلام سکینہ کو اپنی گود میں لے لیتے۔ دوران تلاوت وہ اپنے دادا جان کی گود میں آپ کی غیرمعمولی حسن قراء ت کو ہمہ تن گوش ہو کر سنتی

رہتیں۔ داداجان فرمایا کرتے تھے کہ میری اس پوتی (غلام سکینہ) کو قرآن پاک سے بے انتہا عشق ہوگا۔ آپ کا یہ فرمان بعد میں من و عن پورا ہوا۔

گاؤں بزدار کی آبادی تقریباً 25 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور جملہ غیرازجماعت خواتین کو غلام سکینہ نے قرآن پڑھانے کی سعادت پائی جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

بستی بزدار بزدار قبیلہ کا مسکن ہے۔حضرت اللہ بخش خان بزدار صحابی حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہ مسکن تھا۔ آپ اپنی برادری میں زہد و تقویٰ کے باعث ممتاز مقام رکھتے تھے۔ (الفضل 7 جون 2010ء)

محترمہ خاتم النساء

محترمہ خاتم النساء اہلیہ محترم مولانا محمد شفیع اشرف کے متعلق ان کے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف لکھتے ہیں۔

قرآن کریم سے امی جان کو بڑی محبت تھی۔ خداتعالیٰ کے فضل سے بڑی حد تک ترجمہ جانتی تھیں اور کثرت تلاوت کی وجہ سے بغیر دیکھے صرف قراء ت سن کر اس میں کوئی غلطی ہو تو عموماً اصلاح کر دیتی تھیں۔ ہم سب بہن بھائیوں کو خود قرآن پڑھایا۔ بہت باقاعدگی سے تلاوت کرتی تھیں۔ درس ہوتا تو بڑے ذوق و شوق سے اس میں شامل ہوتیں۔ بلکہ ہمیشہ یہ خواہش رکھتی تھیں کہ درس ان کے گھر میں ہو۔ قرآن کریم سے اس محبت کے بعض ظاہری آثار بھی تھے۔ قرآن کے خوبصورت جزدان یعنی کپڑے کے غلاف تیار کرنا گویا ان کا مشغلہ تھا۔ پرانے سے پرانے قرآن کریم کو سنبھال کر رکھتی تھیں۔ (رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا ص90)

محترمہ امة السلام

آپ کا قرآن کریم روزانہ تلاوت کرنے کا معمول تھا۔ کہا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔

پس بار بار قرآن شریف کو پڑھو تمہیں چاہئے کہ برے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خداتعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو ان بدیوں سے بچتے رہو۔ (ملفوظات جلد 4 ص656)

محترمہ سلمٰی مطہرہ

محترمہ شبانہ حفیظ اپنی خوش دامن مکرمہ سلمٰی مطہرہ کے متعلق لکھتی ہیں۔

امی جان فجر کی نماز کے بعد ہر روز تلاوت کرتی تھیں۔ وفات سے کچھ سال پہلے امی جان کی نظر بہت کم ہو گئی تھی لیکن امی جان نے قرآن مجید کی بڑی چھوٹی بہت سورتیں زبانی یاد کی ہوئی تھیں۔ مثلاً بڑی سورتوں میں سورۃ یٰسین، سورۃ رحمٰن، سورۃ فجر، سورۃ الکہف، سورۃ البقرہ کا بڑا حصہ اس کے علاوہ بھی بہت سی سورتیں یاد کی ہوئی تھیں اور زبانی سورتیں پڑھتی تھیں۔ بعض دفعہ تو مجھے فرماتیں کہ تم قرآن مجید کھول کر مجھ سے سنو۔ امی جان نماز اور قرآن کی بہت پابند تھیں۔ (الفضل 21۔اپریل 2011ء)

محترمہ رشیدہ تسنیم

پروفیسر محمد شریف خان اپنی اہلیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

لجنہ کے زیرانتظام منعقدہ کلاس برائے درستگی تلفظ قرآن میں شامل ہو کر محترم قاری محمد عاشق سے صحیح تلاوت سیکھی۔اس کے علاوہ لجنہ نے رشیدہ کی محلہ جات کی لجنات میں جا کر حضرت مسیح موعودؑ کی متعدد کتب کا خلاصہ سنانے اور نفس مضمون سمجھانے کی ڈیوٹی لگائی تھی جسے بڑی خوبی اور خوشدلی سے نبھایا اور اس طرح ربوہ کی لجنات سے تعارف حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اب رشیدہ کا زیادہ وقت قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت مسیح موعودؑ کی فرمودہ تفسیر قرآن کے مطالعہ میں صرف ہوتا۔ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے قرآن شریف کے درس بڑے انہماک سے سنتیں اور ساتھ ساتھ نوٹس لیتی جاتیں اور ان کی روشنی میں گھر میں مختلف دینی مسائل پر بچوں کے ساتھ ڈسکشن کرتیں۔

ستمبر 1999ء میں ہم امریکہ شفٹ ہوئے تو نئے ماحول میں بھی رشیدہ کا گھرداری کے علاوہ دینی شوق جاری رہا اور دعاؤں کا موقع ملا۔یہاں رشتہ داروں کے بچوں میں گھل مل گئیں، انہیں قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن کریم پڑھاتیں۔ اردگرد رہنے والی مستورات کو ان کی خواہش پر قرآن کریم گھر جا کر پڑھاتیں۔ ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قرآن کلاس میں باقاعدہ شامل ہوئیں، قرآن کریم ہاتھ میں رکھتیں اور مشکل آیات پر اپنے پہلے سے لئے ہوئے نوٹس میں اضافہ کرتی جاتیں۔ لجنہ کے اجلاسات میں جاتیں اور دین کے متعلق لجنات کے سوالات کا جواب دیتیں۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا قرآن کریم کا ترجمہ چھپا تو بہت خوش ہوئیں، خرید کر عزیزوں کو تحفہ دیا فون پر عزیزوں کو اس سے استفادہ کرنے کی تلقین کرتی رہتیں۔ ہر سورت کے آغاز میں دیئے گئے خلاصہ کو غور سے پڑھتیں اور مجھے بھی ماحصل بتاتیں۔

جب آنکھوں میں cataract کی تکلیف شروع ہوئی تو پڑھنے اور دیکھنے میں رکاوٹ محسوس کرتیں اور قرآن کریم پڑھ نہیں سکتی تھیں جس کا بہت احساس تھا۔ بڑی تقطیع میں لکھا قرآن کریم کچھ عرصہ پڑھا، تکلیف زیادہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپریشن کے بعد نظر بحال ہو گئی، بہت خوش تھیں۔ پھر تلاوت اور کتب کے مطالعہ میں زیادہ وقت گزارتیں۔

امریکہ میں ہماری سیر جاری رہی۔ رشیدہ کو دُرِّثمین، دُرِّعدن اور بخار دل سے دعائیہ شعر یاد تھے جو سیر کے دوران اونچی آواز میں گنگناتیں۔ مجھے تیسویں سپارے کی آخری بیس سورتوں کے ناموں کی فہرست دی ہوئی تھی، میں نام پڑھتا جاتا، رشیدہ سورۃ کی تلاوت چلتے چلتے، یا پارک میں بینچ پر بیٹھی کرتی جاتیں۔ بعد میں دعائیہ اشعار پڑھتے دعائیں اور حمد کرتے ہم گھر لوٹ آتے۔ (الفضل 7 مارچ 2012ء)

محترمہ حمیدہ بیگم

ان کی بیٹی صدیقہ وسیم لکھتی ہیں۔

امی کا کہنا تھا کہ پہلے بچہ قرآن پاک ختم کرے پھر اس کو سکول میں داخل کرو۔ ہم سب بہن بھائیوں کے ساتھ امی نے ایسا ہی کیا تھا سب کو 6سال تک قرآن ختم کرایا پھر دوسری میں داخل کیا۔

آپ کا تلفظ قرآن پاک بہت اچھا تھا مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے عربی تلفظ سیکھنے کی تحریک کی تو عمر زیادہ ہونے کے باوجود بہت شوق سے کلاسز میں شامل ہو کر عربی تلفظ خود بھی سیکھا اور دوسروں کو بھی تحریک کی کہ خلیفہ وقت کا ارشاد ہے اس لئے سب کو سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے برکت خدا تعالیٰ نے ڈالنی ہے چنانچہ امی کو دیکھتے ہوئے بہت سی بزرگ خواتین نے بھی سیکھا۔ آپ نے اپنی 75 سالہ زندگی میں جہاں دوسری جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہاں 1977ء میں وصیت کی بابرکت تحریک میں بھی شامل ہوئیں وصیت کرنے کے بعد ایک جہاد کی شکل میں بچوں اور بڑوں کو سادہ اور ترجمہ سے قرآن پاک پڑھایا۔ ان گنت بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک سادہ اور ترجمہ سے پڑھایا۔ چند عمررسیدہ خواتین کو بھی قرآن کریم سادہ پڑھایا۔ کہا کرتی تھیں کہ ہر وصیت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ دوسری نیکیوں کے ساتھ ساتھ قرآن بھی پڑھائے۔ وصیت کرتے ہوئے جو عہد اپنے خدا سے کیا تھا زندگی کے آخری سانسوں تک نبھایا۔ بوقت وفات بھی وینکوور میں وقف نو کے بچوں کو قرآن پڑھانے کا کام آپ کے سپرد تھا ۔

وفات سے ایک روز قبل جب طبیعت کچھ زیادہ خراب ہوئی تو سب بچوں اور پوتیوں پوتوں کو اپنے پاس بلایا اور سب سے باری باری سلام اور پیار کیا جیسے معلوم ہو کہ اب ان سب سے میری آخری ملاقات ہے۔ جب پیار کرتے ہوئے منجھلے بھائی کے بیٹے اور بیٹی کو پیار کیا تو رونے لگیں امی سے پوچھا کہ امی کیا ہوا تو روتے ہوا کہا کہ ابھی تو میں نے ان کو قرآن پاک ختم کروانا تھا۔

پنجوقتہ نماز اور قرآن کی تلاوت کا خود بھی التزام کرتیں اور اپنی اولاد کو بھی نصیحت کرتیں کہ ان دونوں چیزوں کو کبھی نہ چھوڑنا۔ اسی میں نجات ہے۔ رمضان المبارک میں ہمیشہ دو مرتبہ قرآن پاک کا دور مکمل کرتیں ایک دفعہ سادہ اور ایک دفعہ ترجمہ سے ۔ (الفضل 23۔اپریل 2012ء)

محترم چوہدری محمد عبداللہ

آپ کے بارے صاحب مضمون لکھتے ہیں۔

تایا جان کی نمایاں صفات میں سے ایک صفت اُن کا قرآن کریم سے عشق تھا۔ تایا جان نے اپنی زندگی میں شاید ہی کبھی تلاوت قرآن کریم کا ناغہ کیا ہو۔ ہم بچپن سے دیکھتے آئے ہیں ہمیشہ سردیوں میں اپنے گھر کے بڑے کمرے میں اور گرمیوں میں باہر صحن میں صبح صبح قرآن کریم کی بلند آواز سے لمبی تلاوت کرتے تھے۔ جس میں روٹین کی تلاوت کے علاوہ سورۃ یٰسین کی تلاوت بھی شامل ہوتی تھی ۔ جس دن کسی کام کی مجبوری کی وجہ سے تلاوت نہ کرسکتے تو صرف سورۃیٰسین پڑھ لیا کرتے تھے۔

محترمہ امة القیوم شمس

ان کی بیٹی مبارکہ افتخار لکھتی ہیں۔

ہم سب بہن بھائیوں کو بھی پنجوقتہ نماز کی عادت امی جان کی نمازوں سے محبت کو دیکھ کر خودبخود ہی پیدا ہوئی تھی سردی ہو یا گرمی ہو بھائیوں کو صبح فجر کی نماز پر بیدار کر کے بھیجتی تھیں پھر اس کے بعد سب اکٹھے ہو کر قرآن کریم کی خوش الحانی سے تلاوت کرتے یہ سب نظارے اب بھی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ روزانہ تلاوت ان کا معمول تھا اور کافی لمبی تلاوت کرتی تھیں۔ رمضان المبارک میں قرآن کریم کا دور ضرور مکمل کرتی تھیں۔

(الفضل 27۔اپریل 2011ء)

خالدہ بیگم

مکرم زبیر احمداپنی تائی محترمہ خالدہ بیگم کے متعلق لکھتے ہیں۔

تلاوت قرآن کریم سے ان کو خاص شغف تھا۔ عام دنوں میں ہی آپ کافی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ رمضان میں تو ایک سے زیادہ مرتبہ تلاوت قرآن کریم کا دور مکمل کرتی تھیں۔ رمضان میں خاص طور پر ظہر و عصر کے درمیان اس طرح فجر کے بعد کافی دیر تک تلاوت کیا کرتی تھیں۔

مکرمہ امة العزیز ادریس

مکرمہ امة العزیز ادریس آف امریکہ حضرت خان فرزندعلی خان (سابق امام بیت الفضل لندن) کی پوتی تھیں۔ لجنہ ربوہ کے مرکزی دفتر میں آفس سیکرٹری کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل امریکہ میں مستورات کو انٹرنیٹ پر قرآن کریم با ترجمہ پڑھاتی تھیں اور 26پارے مکمل کر چکی تھیں۔

(الفضل 14 نومبر 2011ء)

خلافت تا قیامت رہے گی

خلافت ہماری سلامت رہے گی
یہ ہم میں سدا تا قیامت رہے گی
مسیح نے وصیت میں مژدہ سنایا
سدا تم میں جاری خلافت رہے گی
اگر تم نے تقویٰ دلوں میں بسایا
تمہاری ہمیشہ سیادت رہے گی
اگر ہم خلافت کے عاشق رہیں گے
مسیحا کی ہم میں نیابت رہے گی
اطاعت کریں گے خلیفہ کی جب تک
سدا ہم پہ رب کی عنایت رہے گی
خلافت بنائیں گر ڈھال اپنی
ہمیشہ ہماری حفاظت رہے گی
اگر شکر کرتے رہے ہم ہمیشہ
ہماری جہاں میں قیادت رہے گی

خواجہ عبدالمومن۔ناروے

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

حضرت میر محمد اسحٰق رضی اللہ عنہ

حضرت میر محمد اسحٰق رضی اللہ عنہ خلف حضرت میر ناصر نواب دہلوی رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کے جلیل القدر اور عالی مرتبت بزرگان میں سے تھے۔ آپ 1890ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی سے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ پرورش پائی۔ حضرت اقدسؑ سے قرابت داری ہونے کے علاوہ اپنی خدا داد صلاحیتوں کے لحاظ سے بھی ایک خاص وجود تھے، بچپن ہی سے نہایت ذہین اور ذکی تھے۔آپ ایک بے نظیر مدرس، پُرحکمت مبلغ ، لا جواب مناظر، نکتہ رس مجتہد اور گوناگوں انتظامی قابلیتوں کے مالک تھے، تقریر و تحریر دونوں میں کمال دسترس تھی اور ساری زندگی اسی دسترس کا حق ادا کرتے ہوئے گزری، قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کرنے کی سعادت کے علاوہ علم حدیث اور موازنہ مذاہب وغیرہ میں نہایت عمدہ لٹریچر کا اضافہ کیا۔ خلافت کے انتہائی مطیع اور فرمانبردار اور اس کے مقابل اٹھنے والے ہر فتنے کے خلاف ایک ننگی تلوار تھے۔ سیرت رسولؐ اور حدیث سے بہت محبت تھی، آپ خود لکھتے ہیں:

’’مجھے خدا کی بزرگ کتاب قرآن مجید کے بعد حضور رسول مقبول ﷺ کی احادیث سے عشق ہے اور سرور کائنات کا کلام میرے لیے بطور غذا کے ہے کہ جب تک روزانہ اچھی غذا نہ ملنے کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح بغیر سید کونین کے کلام کو ایک دو دفعہ پڑھنے کے میری طبیعت بے چین رہتی ہے، جب کبھی میری طبیعت گھبراتی ہے تو بجائے اس کے کہ میں باہر سیر کے لیے کسی باغ کی طرف نکل جاؤں میں بخاری یا حدیث کی کوئی اور کتاب نکال کر پڑھنے لگتا ہوں اور مجھے اپنے پیارے آقا کے پیارے کلام کو پڑھ کر خدا کی قسم وہی تفریح حاصل ہوتی ہے جو ایک غمزدہ گھر میں بند رہنے والے کو کسی خوشبودار پھولوں والے باغ میں سیر کر کے ہوسکتی ہے ۔‘‘ (الفضل 20 دسمبر 1940ء)

اسلام احمدیت کی تبلیغ میں بھی بہت سی خدمات سر انجام دیں، کئی علمی مضامین لکھے، ٹھوس علمی تقاریر اور مباحثے کیےاور ہر طرح سے دعوت الی اللہ کے حکم کو نبھانے کی توفیق پائی ، اس ضمن میں نئے راستے بھی سوچتے رہتے چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے احباب جماعت کو ایک نیا محاورہ متعارف کراتے ہوئے لکھا:

’’عربی حروف تہجی میں ’ح‘ اور ’ھ‘ دو الگ الگ حرف ہیں لیکن چونکہ ان کا تلفظ اہل ہند بالخصوص اہل پنجاب کی زبان پر یکساں ہوتا ہے اس لیے املا کرتے وقت عموماً لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ کون سی ’ح‘ مراد ہے؟ جواب میں کہا جاتا ہے بڑی یا چھوٹی اور حیدرآبادی یا لاہوری۔ یہ دونوں محاورے درست ہیں مگر میری تجویز ہے کہ احمدی احباب آئندہ ایک تیسرا محاورہ استعمال کیا کریں اور اسے بکثرت رواج دیں جو یہ ہے کہ پوچھنے والے کو بتایا جائے کہ مسیح والی ہے یا مہدی والی، مثلاً کوئی شخص پوچھے کہ حوصلہ کون سی حے ہے تو کہو کہ مسیح والی۔ اسی طرح اگر سوال ہو کہ ہمت کس ہے سے ہے تو کہو مہدی والی سے۔ غرض بجائے بڑی چھوٹی یا حیدرآبادی لاہوری کے مسیح اور مہدی کے الفاظ کو مثال بنا لو۔ اس سے غرض بھی پوری ہو جائے گی اور ان الفاظ کے چرچا دینے سے امت مسلمہ میں ان الفاظ کی اہمیت اور شہرت بھی پیدا ہوگی اور روز و شب بچوں کو خیال رہے گا کہ یہ الفاظ بھی حقیقت آمدہ یا حقیقت منتظرہ ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس بات کا خیال رکھیں گے کہ محاورات استعمال سے ہی رائج ہو جایا کرتے ہیں۔‘‘ (الفضل 31۔اگست 1933ء)

آپ کی علمی گرفت اور حاضر دماغی کی مثالوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ 1916ء میں دہلی میں جماعت احمدیہ کا جلسہ ہوا، مخالفین کی کوشش تھی کہ جلسہ میں بد نظمی اور خرابی پیدا کی جائے لیکن جماعت کے قبل از وقت انتظامات کے مطابق انتظامیہ اور پولیس کی موجودگی کی وجہ سے مخالفین کی سب کوششیں ناکام گئیں۔ جلسہ کے چوتھے دن حضرت میر صاحب کی تقریر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تھی، تقریر کے دوران کسی بات پر ان شر پسند لوگوں نے تالیاں بجائیں، ایک دینی مجلس میں یہ مجنونانہ حرکت دیکھ کر حضرت میر صاحب ہنس پڑے تو ان لوگوں نے پھر تالیاں بجائیں۔ یہ دیکھ کر حضرت میر صاحب خاموش ہوگئے لیکن تالیوں والوں نے تالیاں مارنا بند نہ کیا، جب یہ لوگ اپنی اس غیر اسلامی حرکت سے باز نہ آئے تو حضرت میر صاحب نے بر جستہ فرمایا : اے ناخلفو! تمہارے بزرگ تو سیٹی کے ساتھ تالیاں بجایا کرتے تھے تم کیسے ان کے خلف ہو کہ آبائی عبادت میں تحریف کرتے ہو ..... (ملخص از فاروق 2-16مارچ 1916ء)

داعی الی اللہ ہونے کے ساتھ ’’وَعَمِلَ صَالِحًا‘‘ کا بھی عمدہ نمونہ پیش کیا۔ غرباء، مساکین، یتامیٰ، بیوگان اور دیگر حاجت مندوں کے لیے ایک نافع وجود تھے، خدمت انسانیت آپ کی زندگی کا خاص جزو تھا۔ نظارت ضیافت میں بطور ناظر خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ 1918ء کے اواخر میں قادیان میں کسی پُر اسرار بیماری کی وجہ سے بہت سے لوگ بیمار ہوئے اور اس کے نتیجے میں چند لوگ فوت بھی ہوئے، ان دنوں حضرت میر محمد اسحٰق رضی اللہ عنہ نے محض ہمدردی انسانیت کی غرض سے عیادت اور خبر گیری میں بہت بڑا حصہ لیا، اخبار الحکم لکھتا ہے:

’’بیماروں کی تیمارداری اور خدمت گذاری میں جن لوگوں نے بہت بڑھ کر حصہ لیا ان میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا نام بھی عزت سے لینے کے قابل ہے، بیماری کی ابتدائی حملے ہی پر میر صاحب کو مہمان خانہ کا خیال آیا اور آپ نے اپنی خدمات مہمان خانہ میں دے دیں، مریضوں کی خبر گیری اور تیمارداری میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا، ماریشس والے نوجوان جو زیادہ مریض تھے، خود ان کو غذا اور دوا دیتے رہے۔ اس کثرت محنت اور بیماروں سے عام خلا ملا کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود بھی بیمار ہوگئے اور ان کی بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اب وہ اچھے ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ جلد ان کی طاقت عود کر آئے گی۔‘‘ (الحکم 14اکتوبر تا 7نومبر 1918ء)

حضرت ماسٹر محمد علی خان اشرف صاحب رضی اللہ عنہ (وفات: 16جون 1960ء)بیان کرتے ہیں:

آپ کے ناظرِ ضیافت ہونے کے وقت ایک دفعہ مجھے میرصاحب مرحوم فرمانے لگے کہ آپ ہمارے مہمانِ خاص ہوں گے اور میری کوٹھی پر میرے ہمراہ چلیں گے اور وہاں ہی کھانا کھائیں گے وہیں ہی شب باش ہوں گے۔ میں نے بہترا عذر کیاکہ میں اپنے ایک مرض کی وجہ سے معذور ہوں مگرآپ نے اپنی ذہانت سے میرا مرض معلوم کر کے فرمایا کہ اس کا بھی علاج ہو جائے گا۔ باوجود میری بار بار کی معذرت کے آپ اپنے ہمراہ مجھ کو لے گئے ۔ رمضان کا مہینہ مبارک تھا۔ کوٹھی پر پہنچ کر اپنے نوکر کو کہا کہ جاؤ ہر ایک کوٹھی میں اردگرد تلاش کرو جس کوٹھی میں کوئی حقہ نظر آئے یہ کہہ کر اٹھا لاؤ کہ میر صاحب کا حکم ہے۔ ساتھ ہی پیسے دے کر کہا کہ تمباکو اور ساتھ ہی سگرٹ اور دیا سلائی کی ڈبیاں لیتے آؤ اور فرمانے لگے کیوں جی یہی مرض تھا۔ سو میں نے علاج کر دیا ۔ میں شرمندہ تھا کہ انہوں نے کس طرح سمجھ لیا ۔ رات کو نہایت مزیدار انواع و اقسام کے کھانے لائے جو میں نے مزے لے لے کر کھائے۔

(ماخوذ از خود نوشت حالات حضرت ماسٹر محمد علی اشرفؓ۔ غیر مطبوعہ)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت میں

باقی صفحہ 5 پر

اوقات طلوع و غروب

11۔اپریل 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:49	18:39
مدینہ منورہ	04:45	18:42
قادیان	04:40	18:54
ربوہ	04:21	18:37
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:11	19:53